تبرکات ونوادر

قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحؒ کی آخری علمی تحریری یادگار

[جو پہلی مرتبہ شائع ہورہی ہے]

مسئلہ زکوٰۃ اور مجلس میلادنبوی

تمہید .... نورالحسن راشد کاندھلوی

قاسم العلوم، حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ (وفات ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کی جلالتِ شان، حضرت موصوف کی تصانیف اور علوم ومؤلفات کی معنویت، ان کی گہرائی اور تہہ داری ہمارے جیسوں کے تعارف کی محتاج نہیں۔ حضرت مولانا کی ہر ایک تصنیف ومکتوب، تالیف وتحریر کے زمانہ سے آج تک اہلِ نظر کی توجہات کا مرکز، بلکہ ان کی نگاہوں کا سرمہ اور علمی دنیا کے لئے لعل شب چراغ بنی ہوئی ہے، لیکن اس منزلت اور پذیرائی کے باوجود حضرت مولانا کی متعدد تالیفات وتحریرات، ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ ان کی طباعت واشاعت کا اہتمام نہیں ہوا۔

یہاں یہ اطلاع مفید ہوگی کہ حضرت مولانا نانوتوی کی جملہ مطبوعہ تصانیف بلکہ اکثر کی جملہ اشاعتیں، ان کے ترجمے، حواشی اور شروح ومتعلقات کا غالباً پورے برصغیر میں، سب سے بڑا سرمایہ ہمارے ذخیرہ میں محفوظ ہے، جس میں چند غیر مطبوعہ تصانیف اور مکتوبات وافادات بھی شامل ہیں۔ اس ذخیرہ نوادر وتبرکات میں سے حضرت مولانا کی ایک مختصر مگر جامع تحریر، جو زکوٰۃ اور مجلس میلادنبوی کے بعض پہلوؤں کی وضاحت پر مشتمل ہے، آئندہ صفحات میں پیش کرنے کی سعادت ومسرت حاصل ہورہی ہے۔

یہ حضرت مولانا کا ایک گرامی نامہ ہے جو نواب احمد حسین خاں کے نام صادر ہوا ہے۔ نواب صاحب نے حضرت مولانا سے زکوٰۃ کا ایک مسئلہ اور مروجہ مجالس میلاد کا حکم اور غالباً اس کی ممانعت کی وجہ جاننی چاہی تھی۔ حضرت مولانا نے جو آخر میں اختلافی موضوعات پر بہت کم لکھتے تھے، مکتوب نگار کے خلوص اور ذاتی روابط کی وجہ سے اس کا مختصر جواب تحریر فرمایا تھا، جس میں زکوٰۃ کے مسئلہ کی بھی کسی قدر وضاحت کی ہے اور مجالس مولود کی مخالفت کی ایک نہایت لطیف اور خاص وجہ بیان فرمائی ہے۔

یہ گرامی نامہ حضرت مولانا کی حیات کے آخری دور کی یادگار ہے۔ یہ مکتوب گرامی ۱۹/ربیع الاوّل ۱۲۹۷ھ [۳/مارچ ۱۸۸۰ء] کو لکھا گیا تھا۔ اس کی تحریر سے صرف ڈیڑھ مہینہ بعد ۴/جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۷ھ [۱۵/اپریل ۱۸۸۰ء] کو حضرت مولانا کی وفات ہوگئی تھی۔ یہ زمانہ حضرت مولانا کے گویا مرض وفات کا تھا۔ اس عرصہ میں بھی حضرت مولانا کی صحت کی جانب سے اطمینان نہ ہوا۔ طبیعت خراب ہی رہتی تھی، اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہ حضرت مولانا کا آخری مکتوب گرامی اور آخری علمی تحریر ہو۔ اگر بالکل آخری تحریر نہ ہو تب بھی آخری تحریرات میں شامل ہے۔ اب تک اس کا صرف ایک قلمی نسخہ معلوم ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ مکتوب گرامی بلا تأمل نوادر و تبرکات میں شامل کئے جانے کا مستحق ہے۔

اس مکتوب گرامی کا میری ناچیز معلومات میں اس وقت تک کہیں تذکرہ نہیں آیا۔ راقم سطور کی تالیف ''قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ احوال وآثار و باقیات ومتعلقات'' (مطبوعہ کاندھلہ ولاہور ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) میں، حضرت کے آثار ومکتوبات کی مفصل فہرست [یا اشاریہ] 'ماثر قاسمی' میں بھی اس کا تعارف شامل نہیں۔

ان سطور کے ساتھ ہی یہ نادر تحفہ بلکہ دینی، علمی وملّی ورثہ قارئین احوال وآثار کی نذر کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی حضرت مولانا کی تمام تحریروں کی طرح روح افزا اور سرمۂ بصیرت ثابت ہوگا۔

فالحمدللہ علیٰ ذالک

حضرت نانوتوی کا آخری مکتوب گرامی یا علمی تحریر

مظہر الطاف وکرم نواب احمد حسین خاں صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم۔ زکوٰۃ میں کھانا۔ کپڑا وغیرہ دینا بھی ایسا ہی ہے جیسا نقد دینا۔ پر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ کھانے میں دعوت کا سا قصہ نہ ہو کہ جتنا پیٹ میں آئے کھالو، لے جانے کی اجازت نہیں، بلکہ جس کو دیا جائے اسی کو اختیار کلی دیا جائے۔ وہ اسی کی ملک سمجھی جائے۔ اس کو اختیار ہو چاہے۔ بیچ ڈالے یا خود کھالے۔ اور قرض میں زکوٰۃ ایام قرض کی بھی دینی پڑے گی۔ اتنا فرق ہے کہ اگر قرض کی یہ کیفیت ہے کہ جب چاہو وصول کرلو، تب تو اسی وقت واجب الادا ہوگی، ورنہ بعد وصول واجب الاداء ہوگی۔ مگر دینی سبھی دنوں کی پڑے گی۔

باقی رہا مولود شریف کا قصہ، اس میں آپ کا پوچھنا فضول معلوم ہوتا ہے، اور میرا بولنا بیکار نظر آتا ہے۔ اس قسم کی باتوں میں زبان ہلانے کا نتیجہ بجز فتنہ پردازی اور کچھ نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ آپ نے پہلی بار یہ استفسار فرمایا ہے، جواب لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سنئے:

اگر کوئی شخص ملازمان شاہی میں سے سرِ دربار، بادشاہ سے زیادہ کسی وزیر مشیر کی تعظیم کرے تو وہ تعظیم چونکہ موجب توہین بادشاہی ہے، اس لئے بوجہ تعظیم مفرط وزیر یہ تعظیم کرنے والا مستوجب عتاب باشاہی ہوگا۔ تعظیم وزیر کچھ کام نہ آئے گی، بلکہ خود وزیر بوجہ مذکور درپے تذلیل شخص مذکور ہو جائے گا۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنئے۔

اعلیٰ درجہ کی وہ مجلس ہے جس میں قرآن وحدیث پڑھا جائے اور بیان احکام خداوندی کیا جائے اور کیوں نہ ہو! انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس غرض سے بھیجے گئے کہ احکام خداوندی پہنچائیں اور کتب مقدسہ اسی غرض سے نازل کی گئیں کہ احکام خداوندی معلوم ہو جائیں۔ خود خداوند کریم فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. الذاریات ۵۶ (۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

---

(۱) اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو (ترجمہ شیخ الہند)

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ. الآیۃ البینہ: ۵(۱)

اور ظاہر ہے کہ عبادت اطاعت احکام کا نام ہے۔ اس لئے وہ مجلس جس میں بیان احکام ہو، اعلیٰ درجہ کی مجلس ہوگی، کیونکہ غرض اصلی عبادت ہے۔ چنانچہ دونوں آیتیں اس پر شاہد ہیں۔ بے بیان، احکام محقق نہیں ہو سکتے۔ غرض مجلس وعظ و درس قرآن وحدیث کے برابر کوئی محفل نہیں۔ پھر ستم یہی نہیں کہ اس محفل کے لئے تو کچھ اہتمام نہ ہو، نہ اس میں اس برکت کی امید ہو۔ جو محفل میلاد شریف سے رکھتے ہیں اور نہ اس کے لئے فرش وفروش، روشنی وشیرینی وغیرہ ہو جو محفل میلاد شریف کے لئے مہیا کی جاتی ہے، علاوہ بریں میلاد شریف کی بدولت جماعت سی واجب چیز کو ترک کیا جائے اور جماعت کے لئے میلاد شریف ترک نہ کیا جائے اور یہ اسی قسم کی بات نہیں تو اور کیا ہے کہ بادشاہ سے زیادہ وزیر کی تعظیم کی جائے۔

پھر اس پر قیام معمول یہ اگر بایں اعتقاد ہے کہ روح پر فتوح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رونق افروز ہوتی ہے تو یہ اعتقاد بے سند ہے کہ جس کا پتہ نہ قرآن میں نہ نشان حدیث میں۔ اگر یہ بدعت نہ ہوگا تو اور کون سی چیز بدعت ہوگی؟ شیعوں اور خوارج کے اعتقادات جو ان کے مبتدع اور ضال ہونے کی وجہ سمجھی گئی تو کیوں سمجھی گئی؟ اسی بے سند ہونے کے باعث۔ اور اگر بایں خیال یہ اہتمام قیام ہے کہ بعض اولیائے کبار اس وقت کھڑے ہوئے تھے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم بھی اسی طرح مشرف بہ زیارت ہوتے ہیں جیسے وہ اولیاء مشرف ہوئے تھے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض اولیائے کبار ارباب حال کو وقت ذکر ولادت شریف، دولت زیارت میسر آئی تھی۔ اس لئے ان کے واسطے اٹھنا ضرور ہوا۔ بے شک اگر وہ اس وقت نہ اٹھتے تو عجب نہ تھا کہ اس بد تعظیمی کے سبب اپنے مرتبہ ومقام سے گر جاتے مگر عوام الناس جو ان کی اقتدا کرتے ہیں گویا زبان حال سے یوں جتلاتے ہیں کہ گویا ہم بھی دولت زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اب کہئے یہ کس درجہ کی ریا ہے؟

بعض اولیاء کو چند بار یہ اتفاق ہوا کہ اپنے حلقہ میں یا شیخ بہاء الدین شَیْئاً لِلّٰہ کہا۔ ان کے ایک مرید نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا، حضرت نے فرمایا تم کیوں کہتے ہو؟ مرید نے کہا کہ آپ کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو تو حضرت کی زیارت میسر آتی ہے۔ اس لئے یہ کہہ پڑتا ہوں تو جو کہتا ہے کیوں کہتا ہے؟ غرض حضرت نے اس کو منع فرمایا اور اپنی اقتداء اور اتباع کی اس امر میں اجازت نہ دی۔ ایسے ہی جن صاحبوں نے وقت مذکور پر قیام کیا وہ مشرف بزیارت ہوئے تھے، عوام کو ان کا اقتداء جائز نہیں۔

(۱) اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں خالص کر کے اس کے واسطے بندگی (ترجمہ شیخ الہند)

باقی یہ کہنا کہ ہم بغرض تعظیم اسم مبارک کھڑے ہوتے ہیں، یہ ایسی بے ہودہ بات ہے کہ کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا۔ کیا اسی وقت آپ مستحق تعظیم ہوتے ہیں؟ اس سے آگے پیچھے ان لوگوں کے نزدیک مستحق تعظیم نہیں ہوتے؟ افسوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پرانوار کو ایسی ایسی واہیات سے ناواقفوں نے خراب کردیا۔

اس لئے اپنا یہ قول ہے کہ ہمارے لئے تو مولود شریف اگر کریں جائز بلکہ مستحب ہے، پر رواج کے موافق کرنے والوں کے حق میں جائز نہیں۔ ہاں گوشۂ تنہائی میں بے قیام کوئی کبھی بتقاضائے محبت بروایات صحیحہ پڑھ لیا کرے تو سبحان اللہ! پر ان روایات ضعیفہ موضوعہ کا پڑھنا یوں بھی جائز نہیں۔

غرض اصل سے ذکر بابرکات حضرت سرورِ عالم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات عمدہ حسنات میں سے تھا، گو ذکر احکام اور استماع احکام بغرض اطاعت وتبلیغ حقیقت میں ذکر ملک علام ہے، مگر جیسے تنجن و زعفران وغیرہ اطعمہ لذیذہ اصل سے عمدہ غذا ہوتی ہے، پر زہر مل جائے تو باوجود عمدگی خراب ومہلک ہوجاتی ہیں، اور اس وقت بوجہ اختلاط زہر باوجود لذت معلومہ اس لذت کا ترک ضروری ہے، چہ جائیکہ بوجہ لذت زہر مخلوط کا کھانا عمدہ سمجھا جائے۔ ایسے ہی ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم متضمن ولادت ہو یا متضمن وفات عمدہ خیرات میں سے ہے، پر بالائی خرابیوں کے باعث واجب الاحتراز ہے، چہ جائیکہ خرابی ہائے مذکورہ بوجہ عمدگی سفوہ واجب الارتکاب ہوں۔

لیجئے نواب صاحب! آپ کی خاطر یہ دوورق سیاہ کرڈالے ہیں، پر دیکھئے اس نامہ سیاہ کے حق میں اس تحریر کے باعث کیا کیا صلوٰتیں ادھر سے پیش ہوتی ہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب کی خدمت میں بعد سلام یہ عرض ہے کہ عنایت نامہ پہنچا، اس تفقد احوال کا شکریہ کیا ادا کروں اور اپنا حال لکھوں تو کیا لکھوں؟ دودن کو اوروں کی دعا سے کچھ آرام سے گزرتی ہے تو دودن اپنی شامت اعمال سے پھر تکلیف کوئی نہ کوئی کھڑی ہوجاتی ہے اب آج کل اللہ کا شکر ہے کہ تخفیف ہے، چندروز پہلے بہ شدت گذری، اس وجہ سے بھی جواب نامہ نواب صاحب ونیز جواب عنایت نامہ سامی میں دیر ہوئی۔

یا وہ دن تھے کہ ورق دوورق ایک بات تھی، یا یہ دن ہیں کہ جواب خطوط بھی دشوار ہے۔ پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ کی تقریر کو میں کچھ نہیں سمجھتا تھا، اور اب بعض اوقات دو چار جملوں کا ادا کرنا بھی ایک مہم عظیم ہوجاتی ہے۔ اب آپ کے شاگردوں اور احباب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔ فقط

العبد محمد قاسم

۱۹؍ربیع الاوّل ۱۲۹۷ھ ۲؍مارچ ۱۸۸۰ء